حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور فتاویٰ محمودیہ

مفتی عبدالباری
رفیق شعبہ افتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی

ولادت باسعادت: فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ میزبانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، اس خانوادۂ ایوبی کے چشم وچراغ اور بدرِ منیر ہیں، آفتابِ رشد وہدایت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قدس سرہٗ کی وفات کے دو سال بعد اسی مہینہ اور اسی تاریخ میں ماہتابِ رشد وہدایت حضرت مفتی صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تعلیم وتربیت: حضرت مفتی صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کی بیٹھک میں حافظ کریم صاحب کے سامنے کلام پاک حفظ کیا، حضرت مولانا فخر الدین صاحب گنگوہی قدس سرہٗ اور مولانا امتیاز حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آمدنامہ، حمد باری تعالیٰ، مصدر فیوض، کریما اور پندنامہ پڑھیں، بعد ازاں مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں مختلف فنون کی کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں، سات سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے اور یہاں تین سال رہ کر تعلیم کا سلسلہ مکمل فرمایا، دارالعلوم دیوبند میں درسِ حدیث مکمل کرنے کے بعد دوبارہ مظاہر علوم تشریف لے گئے، والد محترم، اپنی خواہش اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے دوبارہ حدیث کی کتابیں پڑھیں۔

فراغت کے بعد مظاہر علوم میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح عقود رسم المفتی پڑھ رہے تھے اور فتویٰ نویسی کی تمرین بھی جاری تھی کہ ان کا تقرر معین مفتی کی حیثیت سے ہوا، تقرری کے بعد خطوط کے جوابات تحریر فرماتے اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دکھایا کرتے، حضرت ناظم صاحب تصحیح فرماتے، اصلاح کی ضرورت شاذ ونادر پیش آتی تھی۔

مظاہر علوم سہارنپور کے قیام کے دوران آپ کو مختلف عوارض اور بیماریاں لاحق ہوئیں، اطبا اور معالجین کی رائے تھی کہ مرض پر قابو پانے کے لیے تبدیلی آب وہوا ضروری ہے، اس لیے آپ عارضی رخصت لے کر اپنے وطن گنگوہ تشریف لے گئے اور پھر آپ نے استعفانامہ تحریر کرکے ناظم مدرسہ مولانا عبداللطیف کے نام ارسال فرمایا۔

بعد ازاں بغرض تبدیلیٔ آب وہوا ''ہردوئی'' تشریف لے گئے اور تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پھر پونہ تشریف لے گئے، پھر جامع العلوم کانپور میں بھی پڑھاتے رہے اور پھر کانپور سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے، کئی

عرصہ تک دارالافتاء کا چارج سنبھالتے رہے اور بخاری ثانی تقریباً بارہ سال تک پڑھاتے رہے۔

حضرات علمائے دیو بند اور فقہ وفتاویٰ: حضرات علمائے دیو بند میں فقہ وفتاویٰ کا سلسلہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ سے شروع ہوا اور پھر اس سلسلۃ الذہب میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مفتی مہدی حسن، حضرت مفتی سعید احمد، حضرت مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی جیسی نابغہٴ روزگار شخصیات منسلک ہیں۔

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کی ذاتِ گرامی اس حیثیت سے سب سے ممتاز ہے کہ برصغیر میں کسی بھی مفتی کے لکھے ہوئے فتاویٰ کا اتنا بڑا مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا، چنانچہ شائع شدہ بیس مجلدات کے علاوہ بے شمار فتاویٰ منتظر اشاعت ہیں اور پھر فقہ کے متداول ابواب کے علاوہ حظر واباحت کی بے شمار جزئیات، مدارسِ اسلامیہ کے مسائلِ جدیدہ، مختلف فرقوں کے متعلق مفصل ومدلل فتاوی، تبصرۂ کتب، بعض شخصیات کی جرح وتعدیل، دعوت وتبلیغ کی حقیقت، اس کی شرعی حیثیت اور اس کے مسائل فتاویٰ محمودیہ کا طرۂ امتیاز ہیں۔

حضرت مفتی محمود حسن اور فتویٰ نویسی: اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کو فقہ اور فتویٰ نویسی کے باب میں جو عظیم مقام عطا فرمایا، لاکھوں میں کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے، علوم درسیہ سے فراغت کے بعد پوری زندگی درس وتدریس کے ساتھ تفقہ فی الدین اور فتویٰ نویسی میں بسر ہوگئی، بصیرت وتیقظ اور فقہی مسائل کی تحقیق وتدقیق میں کمالِ درک، مطالعہ کی کثرت ووسعت، کتاب وسنت، فقہ واصولِ فقہ میں خصوصی مہارت، اہل زمانہ کی طبیعت سے واقفیت، نوایجاد چیزوں کی شرعی حیثیت، تغیراتِ زمانہ اور ان کے شرعی احکام سے واقفیت نے آپ کو ممتاز ومخصوص مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔

ہندوستان کے دو عظیم مرکز دارالعلوم دیو بند اور مظاہر علوم سہارنپور، ہر دو کے دارالافتاء کے مفتی اعظم ہوئے اور دیگر متعدد دارالافتاؤں کی سرپرستی اور مکمل رہبری ورہنمائی کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی، سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مفتیانِ کرام تیار ہوئے اور انھوں نے قائم شدہ دارالافتاؤں کو سنبھالا، یا نئے قائم کر کے فتویٰ نویسی کے ذریعہ اشاعتِ دین اور مخلوق کی رہبری وہدایت میں مشغول ومصروف ہوئے۔

فتاویٰ محمودیہ کی خصوصیات: اعتدال کے علاوہ چند دیگر خصوصیات بھی حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ میں پائی جاتی ہیں، اجمالی طور پر جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ عام طور پر جوابات مختصر مگر خیر الکلام ماقلّ ودلّ کے مطابق ہوتے ہیں، تاہم ضرورت کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب تفصیلی فتاویٰ بھی تحریر فرماتے، حتیٰ کہ بعض فتاویٰ تو رسائل کی شکل اختیار کر گئے۔ ۲۔ سلیس اور عام فہم اردو میں

جواب تحریر فرماتے ہیں، تاکہ مستفتی جواب کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور سائل کی الجھن اور پریشانی باقی نہ رہے۔ ۳۔مقصدِ سائل (نکتۃ الغور) کا جواب دینے کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔۴۔مقصد سائل کا لحاظ کرتے ہوئے تربیتی پہلو کو بھی سامنے رکھتے ہیں، مثلاً: اگر سائل کا مقصد کچھ اور تھا لیکن اس کے لیے مفید کوئی دوسری بات تھی تو اس کی بھی نشان دہی کر دیتے ہیں۔۵۔تکفیر کے بارے میں احتیاط کا پہلو نمایاں طور پر نظر آتا ہے، حتی کہ صراحۃً کسی کی تکفیر کی نوبت آبھی جائے تو عموماً حضرت مفتی صاحب کے جواب کے الفاظ ہوتے ہیں: ''ایسے عقائد اپنانے سے ایمان سلامت نہیں رہتا''۔۶۔''أنزلوا الناس منازلهم'' کے پیشِ نظر ہر سائل کو اس کی حیثیت کے مطابق جواب دیا جاتا ہے مثلاً: (الف) سائل عام آدمی ہو اور احکامِ شرعیہ کے بارے میں سوال کرے تو آسان عبارت میں اسے حکم سے مطلع فرما دیتے ہیں۔ (ب) اگر کوئی احکام شرعیہ سے ہٹ کر سوال کرے تو اس کا جواب حتماً نہیں دیتے ہیں۔ (ج) اگر سائل کا مقصد فتنہ پردازی ہو تو جواب سے معذرت فرما دیتے ہیں۔ (د) بسا اوقات خود سائل کو پابند فرماتے ہیں کہ اپنی لکھی ہوئی بات جس کی تحقیق چاہتا ہے، مثلاً: کوئی حدیث یا تاریخی واقعہ کا حوالہ دے، تب جواب دیا جائے گا۔ (ھ) معاند سائل کو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش فرماتے ہیں، اگر پھر بھی نہ سمجھے تو جواب سے معذرت کی جاتی ہے۔ (و) کبھی سائل کو دیکھتے ہوئے ﴿لایخافون فی اللہ لومة لائم﴾ کا مظاہرہ کرتے ہوئے سائل کی خوب خبر لیتے ہیں۔ (س) اہلِ علم کے سوالات کے ٹھوس و مدلل جوابات دیئے جاتے ہیں۔ (ز) اہلِ علم میں سے وہ حضرات جو اپنی ہی تحقیق کو حرفِ آخر سمجھیں اور کسی کی بات نہ مانیں، ان کو جواب دیتے وقت اولاً تو جواب کو خوب مدلل ذکر فرماتے ہیں اور آخر میں اس کی تصریح بھی فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق آپ جیسوں کو مطمئن نہ کر سکے گی، اس کا کوئی علاج نہیں۔ (ر) جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو ''لاأدری'' کہنے میں جھجھک محسوس نہیں فرماتے۔۷۔مبہم سوالات کا جواب دینے سے کبھی حضرت مفتی صاحب معذرت فرماتے ہیں اور کبھی جواب لکھ کر یہ تحریر فرماتے ہیں: ''مبہم سوالات کر کے جوابات کو کسی شخص پر منطبق کرنا بسا اوقات غلط اور موجبِ فتنہ بھی ہوتا ہے، جس کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے''۔۸۔کبھی مستفتی بلاضرورت سوال میں مختلف باتیں تحریر کرتا ہے، جن کی وجہ سے سوال طویل ہو جاتا ہے، عام طور پر حضرت مفتی صاحب ایسے سوالات کا مختصر الفاظ میں خلاصہ نکالنے کے بعد یہ لکھ کر کہ: ''اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے''...... جواب تحریر فرماتے ہیں۔

فتاویٰ محمودیہ پر کام کرنے کی نوعیت: کتب فتاوی میں ''فتاویٰ محمودیہ'' کی اہمیت اہلِ علم وارباب فتاویٰ پر مخفی نہیں، قدیم مسائل کے ساتھ اس میں جدید مسائل بھی موجود ہیں، لیکن غیر مرتب ہونے کی وجہ سے اس بحرِ بیکراں سے کما حقہ استفادہ آسان نہیں تھا، اس لیے ملک کے مشہور و معروف اور عظیم ادارے جامعہ فاروقیہ کراچی کی لجنۃ المشرفین (جو درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے طلبہ کو مقالے کی تفویض کے ساتھ اس کی نگرانی کا کام بھی سرانجام دیتی ہے) نے کافی غور و خوض اور مشاورت کے بعد یہ طے کیا کہ فتاویٰ محمودیہ پر تحقیقی کام کیا جائے، اس کی تبویب و تخریج کی جائے اور

پھر طبع کرایا جائے، تاکہ خواص وعوام سب کے لیے یکساں طور پر مفید ہو۔

فتاویٰ محمودیہ سے پہلے دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کی زیر نگرانی ''کفایت المفتی'' پر اسی طرح کا تحقیقی کام ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرات علمائے کرام کے ہاں مقبول ہوا، اہلِ علم کے لیے عموماً اور ارباب فتاویٰ کے لیے خصوصاً اس سے استفادہ بہت آسان ہوا، اسی بنا پر اس کی طرف بنظر تحسین دیکھا گیا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا، اس لیے بھی فتاویٰ محمودیہ کے متعلق لجنہ کے لیے حتمی فیصلہ کرنا آسان ہوا۔

لجنہ کی رہنمائی واشراف میں فتاویٰ محمودیہ پر جو تحقیقی کام ہوا، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

تبویب وترتیب: فتاویٰ محمودیہ قدیم میں تبویب بایں معنی نہیں تھی کہ تقریباً ہر جلد یا اکثر وبیشتر جلدوں میں فقہ وفتاویٰ کے تمام یا اکثر ابواب موجود تھے، مسئلہ تلاش کرنے میں کافی دشواری پیش آتی تھی، ایک ہی مسئلہ کے لیے تمام جلدوں کو کھنگالنا پڑتا، مثلاً کسی کو نکاح یا طلاق کا مسئلہ ڈھونڈنا ہوتا تو اسے تمام یا اکثر جلدوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی، پھر کہیں جاکر شاید اسے مسئلہ ملتا اور تبویب نہ ہونے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کے فتاویٰ کا مجموعہ مختلف جلدوں کی شکل میں جیسے جیسے تیار ہوتا گیا، افادۂ عامہ کے پیشِ نظر اسے چھاپنے کا اہتمام کیا گیا۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ ہر باب کے تمام مسائل کو یکجا کیا جائے، تاکہ ان سے استفادہ سہل اور آسان ہو، اسی ضرورت کے پیشِ نظر متعلقہ باب کے تمام مسائل وابحاث کو یکجا کیا گیا، مثلاً: کتاب الطہارۃ کے مسائل پہلی جلد سے لے کر آخری جلد تک جہاں جہاں موجود تھے، ان سب کو کتاب الطہارۃ میں متعلقہ باب کے تحت اکٹھا کیا گیا۔

فقہی مسائل کے ابواب تو متعین اور معلوم ہیں، متعلقہ مسائل کو انہی ابواب کے تحت فقہی ترتیب کے مطابق جمع کیا گیا، البتہ بدعات اور رسمیں کہ بعض ولادت اور ختنہ سے تعلق رکھتی ہیں، بعض نکاح سے، بعض منگنی سے، بعض نماز جنازہ، میت اور تجہیز وتکفین سے۔ کوشش یہی کی گئی ہے کہ تمام مسائل کو باب البدعات والرسوم کے ذیل میں جمع کیا جائے، لیکن بعض رسمیں جو نکاح سے متعلق ہیں اور کتاب النکاح میں ان کا ہونا ضروری ہے تو انہیں کتاب النکاح یا دیگر متعلقہ ابواب میں رکھا گیا۔ اسی طرح وہ مسائل جو کسی بحث سے متعلق تو تھے، لیکن ان کا تعلق کسی باب سے واضح طور پر نمایاں نہیں تھا، ان کو اس باب کے آخر میں ''متفرقات'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا گیا۔ اسی طرح بعض سوالات اس قسم کے تھے کہ تمہید یا صورتِ مسئلہ بیان کرنے کے بعد مختلف سوالات پوچھے گئے: بعض عقائد سے متعلق، بعض نکاح سے متعلق، بعض جنازہ سے متعلق، لیکن مفتی صاحب نے ان سب کا ایک ساتھ جواب لکھ دیا، الگ الگ نہیں، یا اس طرح جواب لکھ دیا کہ ایک کو الگ کرنے سے دوسرا جواب ناقص رہ جاتا، ایسے مسائل کو ایک باب میں رکھا گیا، الگ الگ نہیں کیا گیا۔ جواب حاصل کرنے کے بعد کبھی مستفتی فتویٰ پر اعتراض کر کے یا جواب میں اختصار ہونے کی وجہ سے دوبارہ سوال لکھ کر بھیج دیتے ہیں، ایسے سوالات کو ایک ساتھ رکھا گیا ہے، تاکہ بآسانی معلوم ہو کہ اشکال اوپر والے مسئلہ کے متعلق ہے۔

فتاویٰ محمودیہ ہزاروں مسائل پر مشتمل ہے، ہر باب میں ایک جیسے مسائل کافی ہیں، (مطالعہ کے دوران بخوبی اس کا اندازہ ہوجائے گا) تبویب میں ان میں سے کسی مسئلے کو حذف نہیں کیا گیا، البتہ وہ مسائل جو واقعتاً مکرر تھے، اس طور پر کہ دونوں استفتاء ایک، مستفتی، جواب اور جواب لکھنے کی تاریخ بھی ایک، صرف عنوان کا فرق تھا، ان کو حذف کر دیا گیا، اس لیے کہ مکرر مسائل کو ذکر کرنے کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں اور ایسے مسائل کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

تخریج: فتاویٰ محمودیہ میں موجود مسائل مختلف قسم کے ہیں: ایک قسم ان مسائل کی ہے جن میں نہ کسی کتاب کی (بطور حوالہ) عبارت ہے، نہ حوالہ، بلکہ صرف سوال کا سلیس اردو میں جواب دیا گیا ہے۔ دوسری قسم ان مسائل کی ہے جن میں بطور حوالہ صرف کتاب کا تذکرہ ہے، مثلاً فتویٰ کے آخر میں ہے: کذا في صحیح البخاري، ٭کذا في سنن أبي داود، کذا في الدر المختار، کذا في ردالمحتار وغیرہ۔ تیسرے وہ مسائل ہیں جن میں عربی کتب (احادیث وفقہ) کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔ ان سب مسائل کی تخریج کی گئی۔

پہلی قسم کے مسائل میں امہاتِ کتب (تفسیر، حدیث وفقہ) سے صریح اور قریب ترین جزئیہ تلاش کر کے اس کا حوالہ لکھا گیا۔ اسی طرح دوسری قسم کے مسائل میں جواب میں مذکورہ کتاب کی عبارت نقل کر کے حوالہ لکھا گیا، اسی طرح مفتی صاحبؒ نے اگر کوئی عبارت حدیث وفقہ وغیرہ کی نقل کیا تو کی لیکن پوری نہ کی، صرف اپنے مدّعیٰ تک محدود ایک جملہ نقل تو اس قسم کی عبارتوں کو اصل کتاب سے مکمل اور واضح طور پر نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ تیسری قسم کے مسائل میں مذکورہ کتاب کی عبارت کو اس کے متداول نسخوں میں تلاش کے بعد نقل کر کے حوالہ لکھا گیا، اصل کی طرف مراجعت کے دوران فتویٰ میں تحریر کردہ عبارت کا اصل سے موازنہ کیا گیا تو کاتب کی غلط کتابت کی وجہ سے کافی غلطیاں نظر آئیں، ان کی تصحیح کی گئی۔

جوابات میں بعض ایسی کتابوں اور رسالوں کا حوالہ بھی ہے جو پاکستان میں ناپید ہیں، تلاشِ بسیار کے بعد بھی وہ کتابیں کہیں دستیاب نہیں ہوئیں، ایسی کتابوں کا متبادل حوالہ لکھا گیا۔

تخریج کا طریقہ: تخریج میں کم از کم تین کتابوں کا حوالہ لکھنے کا بھرپور اہتمام کیا گیا، چاہے جواب پہلے سے باحوالہ تھا یا بغیر حوالہ کے، تین کتابوں میں سے اس کتاب کی عبارت نقل کی گئی جس کی مناسبت جواب کے ساتھ زیادہ تھی اور حوالہ لکھنے میں وہ طریقہ اختیار کیا گیا جو متداول ہے کہ پہلے کتاب کا نام، پھر باب، فصل، مطلب (اگر کہیں تھا)، پھر جلد، صفحہ اور طبع لکھنے کا اہتمام کیا گیا، تاکہ استفادہ کرنے والوں کے لیے اصل ماخذ تک رسائی بآسانی ممکن ہو۔

عنوانات کی تسہیل اور توضیح: فتاویٰ محمودیہ میں عنوانات پہلے سے موجود تھے، بعض عنوانات بہت طویل اور بعض عنوانات بہت مختصر، اسی طرح بعض عنوانات مبہم بھی تھے، مثلاً زلۃ القاری کے مسائل میں اکثر کے عنوانات یوں تھے ''زلۃ القاری سے متعلق مسئلہ''۔ میراث سے متعلق مسائل کے عنوانات میں بھی ابہام زیادہ تھا، اکثر کے عنوانات

''میراث سے متعلق مسئلہ'' تھے۔ اسی لیے طویل عنوانات کو حسبِ ضرورت مختصر کیا گیا اور مختصر عنوانات میں مناسب اضافہ کیا گیا، اسی طرح مبہم عنوانات کے سوال وجواب کو بغور دیکھ کر وضاحت کی گئی اور نئے عنوانات قائم کیے گئے، تا کہ استفادہ میں حتی الامکان آسانی ہو۔

ہندی الفاظ کا ترجمہ: کہیں سوال یا جواب میں ہندی زبان یا اردو کا کوئی مشکل لفظ تھا تو اردو لغت کی معروف ومتداول کتابوں (مثلاً نوراللغات، فیروز اللغات وغیرہ) سے حاشیہ میں اس لفظ کا ترجمہ لکھا گیا اور ساتھ ساتھ حوالہ بھی نقل کیا گیا۔

ہندی ہندسوں کی وضاحت: معاملات یا میراث کے متعلق مسائل میں اکثر اعداد ہندی رسم الخط میں لکھے گئے تھے، عام طور پر ان کا سمجھنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں تھا، اس لیے ان کو اردو ہندسوں میں لکھا گیا، تا کہ سوال وجواب اور مسئلہ بآسانی مکمل طور پر سمجھ میں آئے۔

غیر مفتی بہ اقوال کی نشاندہی: ملک وحالات کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، اس لیے کہ بہت سے مسائل کا دارومدار عرف پر ہے اور قواعدِ فقہ میں ایک مشہور قاعدہ ہے: ''العرف قاض'' اسی بنا پر وہ مسائل جن کا حکم پاکستان میں الگ اور ہندوستان میں الگ ہے، یا حضرت مفتی صاحب نے اپنی تحقیق کر کے جمہور کے خلاف کوئی فتویٰ صادر فرمایا ہے، حاشیہ میں بعد از تحقیق ان سب کی نشاندہی کی گئی ہے۔

علاماتِ ترقیم لگانے کا خاص اہتمام: علاماتِ ترقیم کی اہمیت ہر زبان میں واضح اور مسلّم ہے، علاماتِ ترقیم کے ذریعہ تحریر آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے، تحریر میں جب تک علاماتِ ترقیم نہ ہوں اس وقت تک اسے ناقص تحریر سمجھا جاتا ہے اور ناقابلِ اشاعت تصور کیا جاتا ہے، اس لیے عربی واردو عبارات میں علاماتِ ترقیم لگانے کا خاص اہتمام کیا گیا۔

اسی طرح عربی تحریروں اور عبارتوں میں ہمزہ قطعی میں مضموم اور مفتوح ہونے کی صورت میں الف کے اوپر اور مکسور ہونے کی حالت میں الف کے نیچے ہمزہ لکھا جاتا ہے، فتاویٰ محمودیہ میں علاماتِ ترقیم کے ساتھ ہمزہ لکھنے کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔

تصویب کرنے والے حضرات کی حالاتِ زندگی: حضرت مفتی صاحب نوره الله مرقدہٗ کے فتاویٰ پر تصحیح وتبویب کی غرض سے بہت سے حضرات علمائے کرام کے دستخط ثبت ہیں، لیکن جن حضرات کے دستخط فتاویٰ میں ہیں ان کے حالاتِ زندگی کو بھی (مقدمہ میں) ذکر کیا گیا ہے، وہ حضرات یہ ہیں:

۱۔ حضرت مولانا الحاج عبد اللطیف صاحب، ناظم مظاہر علوم سہارنپور۔

۲۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب، مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

۳۔ حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، مفتی دار العلوم دیو بند۔

۴۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب، مفتی دار العلوم دیو بند۔

ہر فتویٰ پر نمبر لکھنے کا اہتمام: فتاویٰ محمودیہ ہزاروں فتاویٰ اور مسائل کا مجموعہ ہے، ہر مسئلہ پر نمبر لکھنا مشکل تھا، لیکن وہ فتویٰ جس کا عنوان قائم ہے اس پر نمبر لکھنے کا اہتمام کیا گیا، تاکہ حوالہ دینے اور مسئلہ تلاش کرنے میں آسانی ہو اور یہ نمبر پہلی جلد سے لے کر آخری جلد تک مسلسل ہیں، ہر جلد میں دوبارہ نئے سرے سے نمبر نہیں لکھا گیا، تاکہ حوالہ دینے کے بعد مسئلہ تلاش کرنے میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

اجمالی فہرست اور جلد کی پشت پر اہم ابواب کی نشاندہی: ہر جلد کے شروع میں تفصیلی فہرست سے پہلے اجمالی فہرست بھی مرتب کی گئی ہے، اسی طرح جلد کی پشت پر اہم ابواب کی نشاندہی کی گئی ہے تاکہ مطلوبہ مسئلہ کا حصول جلد سے جلد اور سہل سے سہل تر ہو۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم کی سرپرستی: اس طویل اور محنت طلب کام میں محدث العصر، الاستاذ الکبیر، استاذ العلماء، مربی و مرشدِ کامل حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی سرپرستی اور شفقت رہی، اسی طرح استاذ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب، ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ دامت برکاتہم العالیہ کا تعاونِ خاص اور کامل نگرانی اور استاد الحدیث، رئیس دار الافتاء حضرت مولانا محمد یوسف افشانی صاحب دامت برکاتہم، استاد حدیث حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم کا خصوصی اشراف اور نگرانی رہی۔

اب عنقریب آپ کے ہاتھوں میں

فتاویٰ محمودیہ طباعت کے بالکل آخری مراحل میں ہے، اس کی جلدیں بیس یا اس سے بھی زائد ہیں، تاہم دس جلدیں تیار ہیں اور قریب الاشاعت ہیں، اب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دس جلدیں قارئین کے ہاتھوں میں بازار میں دستیاب ہوں گی، مفتیان کرام، متخصص حضرات، علمائے کرام و دیگر قارئین کے لیے گراں قدر تحفہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فتاویٰ محمودیہ پر کام کرنے والے حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور فتاویٰ محمودیہ کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے، حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ کے رفع درجات کا ذریعہ بنائے، مرتب اول حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب زید مجدہم و دیگر مستفیدین اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

این دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

☆☆☆